از عدالتِ اعظمیٰ

بھگت سنگھ

بنام

ریاستِ پنجاب

فیصلے کی تاریخ: 1 جولائی 1960

(پی۔ بی۔ گجیندر گڈکر، کے۔ این۔ وانچو،
ایم ہدایت اللہ، کے سی داس گپتا، اور جے سی شاہ، جسٹسز)

سرکاری ملازم برخاستگی۔ پولیس فورسز کے ماتحت عہدے کا رکن۔ جرم کا ارتکاب کرنے والا پولیس افسر۔ محکمہ جاتی انکوائری اور برخاستگی۔ وجہ بتاؤ نوٹس بغیر نوکری سے برخاستگی۔ قانونی نوعیت۔ پولیس ایکٹ، 1861 (1861 کا V)، دفعات۔ 35, 29۔ حکومتِ ہند ایکٹ، 1935 (25 اور 26 جیو۔ 5، باب: 42)، دفعات۔ 240(3) .243,

مرفہ کنندہ، جو پنجاب پولیس محتسب مقرر تھا، کے طور پر کام کرتے ہوئے پایا گیا کہ اس نے کچھ خطوط کو غیر قانونی طور پر حراست میں لیا اور بعد میں ان کی کاپیاں اور فوٹو گر راز افشان کرنے کے لیے استعمال کیے۔ نتیجتاً انہیں 14 جنوری 1944 کو ہیڈ کانسٹیبل کے اپنے اصل عہدے پر واپس کر دیا گیا۔ اس کے بعد سپر نٹنڈنٹ پولیس نے ان کے خلاف تحقیقات شروع کی اور بالآخر انہیں 25 جنوری 1944 کو ملازمت سے برخاست کر دیا گیا۔ اعلی حکام کے سامنے اس کی نمائندگی ناکام ہونے کے بعد اس نے ایک مقدمہ دائر کیا جس میں اس بنیاد پر برخاستگی کے حکم کی قانونی حیثیت کو چیلنج کیا گیا، (1) یعنی دفعہ۔ 240 (3) گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ، 1935 کی تعمیل نہیں کی گئی تھی، اور (2) چونکہ اپیل کنندہ پر مجرمانہ جرم کا ارتکاب کرنے کا الزام لگایا گیا تھا اس لیے سپر نٹنڈنٹ آف پولیس اس طرح

کے الزامات کے سلسلے میں محکمہ جاتی انکوائری نہیں کر سکتا تھا۔ پولیس ایکٹ، 1861 کی دفعات 29 اور 35 کے پیش نظر۔

حکم ہوا:

(1) کہ 243 گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ، 1935، جو ہندوستان میں پولیس فورسز کے ماتحت عہدوں کے حوالے سے ایک خصوصی شق تھی، کے آپریشن کو خارج کر دیا گیا دفعہ۔240(3) اپیل کنندہ کو، جو اس لیے، پولیس ضابطوں کے تحت فراہم کردہ سروس کی شرائط کے تحت زیر انتظام تھا، اور اس کا مواد دفعہ۔240(3) جو اپیل کنندہ کو برخاست کیے جانے کے کافی عرصے بعد ستمبر 1946 میں پولیس ضابطوں میں لایا گیا تھا، اس پر لاگو نہیں تھا۔ اس کے مطابق، وہ دوسرے نوٹس دفعہ 240(3), کا حقدار نہیں تھا اسے اس کے سلسلے میں کی جانے والی مجوزہ کارروائی کے خلاف وجہ ظاہر کرنے کا معقول موقع فراہم کرنا۔

شمال مغربی سرحدی صوبہ بنام سورج نارائن آنند]1948[ایف سی آر 103 اور ہندوستان کے ہائی کمشنر اور پاکستان کے ہائی کمشنر بنام آئی ایم لال، 1948 ایف سی آر 44 کا حوالہ دیا گیا۔ (2) کہ پولیس ایکٹ 1861 کی دفعات، جو کنسٹیبل کے عہدے سے اوپر کے پولیس افسر کے ذریعے کیے گئے جرائم سے متعلق ہیں، کسی ایسے معاملے کے سلسلے میں محکمہ جاتی تحقیقات کو روک نہیں دیتی ہیں جہاں اس ایکٹ کے تحت ایسے افسر کے خلاف مقدمہ چلانا بھی ممکن ہو۔

شہری اپیل کا عدالتی فیصلہ: 1957 کی سول اپیل نمبر 349۔

1951 کی باقاعدہ دوسری اپیل نمبر 891 میں پنجاب ہائی کورٹ کے 29 نومبر 1954 کے فیصلے اور فرمان سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل۔

ہردیال ہارڈی اور این این کیسوانی، مرفعہ کنندہ کے لیے۔

این ایس بندر ااور ڈی گپتا، جوابدہندہ کی طرف سے۔

21. جولائی، 1960۔ عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

وانچو جسٹس: یہ نوکری کے معاملے میں پنجاب ہائی کورٹ کے فیصلے کے خلاف خصوصی اجازت کی طرف سے اپیل ہے۔ موجودہ مقاصد کے لیے ضروری مختصر حقائق یہ ہیں کہ اپیل کنندہ کو 1931 میں پنجاب پولیس میں فٹ کانسٹیبل کے طور پر مقرر کیا گیا تھا اور اسے 25 جنوری 1944 کو برخاست کر دیا گیا تھا۔ کچھ عرصہ پہلے، وہ ایک اسسٹنٹ سب انسپکٹر کے طور پر کام کر رہے تھے اور دراصل پولیس محتسب کے طور پر کام کر رہے تھے۔ اس کے خلاف الزام یہ تھا کہ جب وہ پولیس محتسب کے طور پر کام کر رہا تھا، اس نے کچھ خطوط کو غیر قانونی طور پر روک کے رکھا اور ان کی کاپیاں اور فوٹو گراف بنائے اور بعد میں ان کاپیوں اور تصاویر کو راز افشاں کرنے کے لیے استعمال کیا۔ نتیجتاً انہیں 14 جنوری 1944 کو ہیڈ کانسٹیبل کے اپنے اصل عہدے پر واپس کر دیا گیا۔ اس کے بعد 21 جنوری 1944 کو سپرنٹنڈنٹ پولیس نے ان کے خلاف تحقیقات شروع کی اور بالآخر انہیں برخاست کر دیا گیا۔ ریاست نے ڈپٹی انسپکٹر جنرل پنجاب پولیس کے پاس اپیل کی، جسے مسترد کر دیا گیا۔ اس کے بعد وہ انسپکٹر جنرل آف پولیس کے پاس گیا، جو بھی ناکام رہا۔ آخر کار انہوں نے حکومت پنجاب کو کئی نمائندگیاں اور یادگاریں دیں لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ نتیجتاً موجودہ دعویٰ مرفعہ کنندہ نے فروری 1949 میں دائر کیا تھا۔ جیسا کہ اصل میں دائر کی گئی شکایت، اپیل کنندہ کی خدمت سے متعلق حقائق بیان کرنے کے بعد، صرف یہ بیان کرتی ہے کہ اپیل کنندہ کے خلاف بدسلوکی کا الزام دشمنی کی وجہ سے لگایا گیا تھا اور یہ کہ سپرنٹنڈنٹ آف پولیس کی طرف سے کی گئی محکمہ جاتی تفتیش من مانی تھی اور اس کے لیے مقرر کردہ قانون، قواعد وضوابط کے مطابق نہیں تھی۔ اس مبہم عام الزام کے علاوہ، شکایت میں اپیل کنندہ کی طرف سے کی گئی واحد مخصوص شکایت یہ تھی کہ سپرنٹنڈنٹ پولیس نے اسے اپنا دفاعی ثبوت ریکارڈ کیے بغیر اور اسے پیش کرنے کا موقع دیے بغیر برخاست کر دیا تھا۔ اپیل کنندہ نے بعد میں شکایت میں ترمیم کی اور ایک اور شکایت شامل کی، یعنی کہ اسے ڈپٹی انسپکٹر جنرل آف پولیس نے مقرر کیا تھا اور اسے صرف وہی برخاست کر سکتا تھا نہ کہ سپرنٹنڈنٹ آف پولیس۔ جہاں تک محکمہ جاتی تفتیش کا تعلق ہے، اس میں کچھ مزید نقائص کی نشاندہی کی گئی

تھی،اس کے علاوہ یہ الزام بھی لگایا گیا تھا کہ اس کا دفاع نہیں کیا گیا تھا اور اسے پیش کرنے کا موقع نہیں دیا گیا تھا۔وہ مزید نقائص یہ تھے کہ (1) اسے وکیل کو شامل کرنے کی اجازت نہیں تھی، (2) اسے استغاثہ کے گواہوں سے جرح کرنے کا پورا موقع نہیں دیا گیا تھا، اور (3) انکوائری افسر نے اس سے یہ بتانے کے لیے نہیں کہا تھا کہ اسے اپنے خلاف لگائے گئے الزام کے جواب میں کیا کہنا ہے اور اسے تحریری بیان دائر کرنے کی اجازت نہیں تھی جس میں اس کے خلاف مبینہ مجرمانہ

حالات کی وضاحت کی گئی ہو۔

حکومت پنجاب کی جانب سے اس مقدمے کی مخالفت کی گئی اور دوسروں کے درمیان ان کا بنیادی دفاع یہ تھا کہ انکوائری ضابطوں کے مطابق تھی اور من مانی نہیں تھی۔اس بات سے بھی انکار کیا گیا کہ اپیل کنندہ کو دفاعی ثبوت پیش کرنے یا استغاثہ کے گواہوں سے جرح کرنے یا الزام کے جواب میں اپنا بیان دینے کا کوئی موقع نہیں دیا گیا تھا۔یہ تسلیم کیا گیا کہ کسی وکیل کو شامل کرنے کی اجازت سے انکار کر دیا گیا تھا؛ لیکن آخر کار یہ ثابت ہو گیا کہ مجموعی طور پر انکوائری کو لے کر اس کے طرز عمل میں ایسی کوئی خامی نہیں تھی کہ اسے کالعدم قرار دیا جائے یا عدالتوں کی طرف سے مداخلت کا مطالبہ کیا جائے۔

تین تنقیات، تمام عام نوعیت کے، بنائے گئے تھے۔

ٹرائل کورٹ کی طرف سے، یعنی

1. کیا مدعی کی برطرفی کالعدم، غیر قانونی، غیر فعال اور غلط ہے اور اس کا اثر کیا ہے؟

2. چاہے سول عدالتوں کے پاس مقدمے کی سماعت کرنے کا دائرہ اختیار ہو یا محکمہ جاتی انکوائری کے جواز کے سوال پر غور کرنا ہو؟ کیا استقراریہ کا مقدمہ جھوٹ ہے اور قابل رفتار ہے اور کیوں؟

یہ بدقسمتی کی بات ہے کہ اپیل کنندہ کی طرف سے اٹھائے گئے مخصوص نکات جو بھی انہیں مخصوص مسائل کا موضوع نہیں بنایا گیا تھا۔تاہم، ٹرائل کورٹ اس نتیجے پر پہنچی کہ اپیل کنندہ کا مقدمہ اس کے زیر انتظام تھا۔دفعہ 240(3) گورنمنٹ انڈیا ایکٹ، 1935:

اوراس نتیجے میں اسے پولیس ریگولیشنز کے ذریعے تقویت ملی جس نے، اس کے مطابق، وہی حفاظتی انتظامات فراہم کیے جو دفعہ 240(3) میں شامل تھے۔

اس لیے اس نے یہ فیصلہ دیا کہ چونکہ دفعہ 240(3) کی تعمیل نہیں کی گئی تھی، اس طور برطرفی غیر قانونی اور باطل ہے۔ جہاں تک سول عدالتوں کے دائرہ اختیار سے متعلق دیگر دو تنقیحات کا تعلق ہے، ان کا فیصلہ مرفعہ کنندہ کے حق میں کیا گیا۔

حکومت پنجاب کی جانب سے ضلعی جج کو اپیل کی گئی تھی۔ ضلعی جج نے اس کے اطلاق پر ٹرائل کورٹ دفعہ 240(3) ایکٹ کے نتائج سے اتفاق کیا اور مرفعہ کنندہ کے معاملے میں اور مزید پولیس ضابطوں میں ترمیم کا حوالہ دیا۔ جس کے لیے ضروری تھا کہ برخاستگی یا عہدے میں کمی کا حکم دیے جانے سے پہلے افسر کو سزا دی جائے۔ اسے سزا دینے کے مجاز افسر کے سامنے پیش کیا جائے گا اور اسے اس کے خلاف ثابت ہونے والے الزامات سے آگاہ کیا جائے گا اور اس سے پوچھا جائے گا کہ برخاستگی یا عہدے میں کمی کا حکم کیوں منظور نہیں کیا جانا چاہیے۔ ضلعی جج اس بات سے آگاہ تھا کہ ضابطوں میں اس ترمیم کی حالت پنجاب میں ستمبر 1946 میں اپیل کی منسوخی کے طویل عرصے بعد کی گئی تھی اور اس وجہ سے اپیل کنندہ کے کیس پر اس کا اطلاق نہیں ہوگا۔ لیکن اس نے اس دلیل کو اس بنیاد پر مسترد کر دیا کہ یہ قاعدہ محض قانون کا استقرار یہ تھا اور اس نے صرف اس ابہام کو دور کیا جو دفعہ 243 گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کی وجہ سے پیدا ہو سکتا تھا۔ اس لئے اُس نے اپیل کو خارج کر دیا۔

اس کے بعد پنجاب حکومت کی طرف سے ہائی کورٹ میں دوسری مرفعہ کی گئی۔ ہائی کورٹ نے فیصلہ دیا کہ دفعہ 240 (3) اپیل کنندہ کے معاملے پر لاگو نہیں ہوا اور یہ کہ دفعہ 243 انتظامی دفعہ تھا۔ نتیجتاً ہائی کورٹ نے مزید فیصلہ دیا کہ دفعہ 240(3) مرفعہ کنندہ تحفظ کا حقدار نہیں ہے۔ اور چونکہ پولیس کے ضوابط میں ترمیم کے طور پر جس میں دفعہ 240(3) کا مواد لایا گیا۔ اس میں مرفعہ کنندہ کی برطرفی کے بعد بنایا گیا تھا، وہ اس کا فائدہ نہیں اٹھا سکا۔ جہاں تک جانچ کا تعلق ہے، ہائی کورٹ نے فیصلہ دیا کہ اگرچہ جانچ میں معمولی طریقہ کار کی خامیاں ہو سکتی ہیں لیکن یہ مجموعی طور پر قدرتی انصاف کے ضابطوں اور

اصولوں کے مطابق تھی اور اس لیے اسے غلط نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔ ہائی کورٹ نے نشاندہی کی کہ ضابطوں کی کوئی سنگین خلاف ورزی نہیں ہوئی ہے اور جو گواہ پیش ہوئے تھے ان سے مرفعہ کنندہ نے جرح کی تھی جسے 48 گھنٹوں کے اندر اپنا دفاع پیش کرنے کے لیے بھی کہا گیا تھا۔ تاہم اس نے ایسا کرنے کا انتخاب نہیں کیا اور ملتوی کرنا چاہتا تھا جس سے انکار کر دیا گیا اور اس کے بعد سپرنٹنڈنٹ پولیس اسے برخاست کرنے کے لیے آگے بڑھا۔

مرفعہ کنندہ کے فاضل وکیل نے ہائی کورٹ کے نقطہ نظر کی درستگی کو للکارا اور اس کی طرف سے ہمارے سامنے تین نکات پر زور دیا گیا ہے، یعنی جیسا کہ نمبر (1)۔ 240 (3) گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کا اطلاق ماتحت عہدے کے پولیس افسران پر ہوتا تھا اور اس میں کچھ بھی نہیں تھا۔ 243 جس نے ایسے افسران سے دفعہ 240 (3) کا تحفظ چھین لیا۔; (2) یہاں تک کہ اگر صرف پولیس ضابطے ہی لاگو ہوتے ہیں، تو متعلقہ قواعد وضوابط کی اس طرح کی خلاف ورزی ہوئی کہ جانچ کی کارروائی کو خراب کیا جا سکے۔ اور (3) مہتمم پولیس محکمہ جاتی جانچ نہیں کر سکے کیونکہ ایک مجرمانہ جرم انجام دیا گیا تھا؛ اور اس سلسلے میں دفعات 29 اور 35، پولیس ایکٹ نمبر V سالہ 1861 کا انحصار کیا گیا تھا۔

سرکار نمبر (i)

اس باب کا آغاز اس سے ہوتا ہے۔ 240 اور سب۔(3) اس میں کہا گیا ہے کہ سول سروس یا ہندوستان میں کسی سول عہدے پر فائز کسی بھی رکن کو برخاست نہیں کیا جائے گا۔ یا عہدے میں اس وقت تک کمی کی جائے جب تک کہ اسے اس کے سلسلے میں کی جانے والی مجوزہ کارروائی کے خلاف وجہ بتانے کا معقول موقع نہ دیا جائے۔ دفعہ 243 تاہم ان شرائط میں ہے:

''اس باب کی سابقہ دفعات میں کسی بھی چیز کے باوجود، ہندوستان میں مختلف پولیس دستوں کے ماتحت عہدوں کی خدمت کی شرائط ایسی ہوں گی جو بالترتیب ان قوتوں سے متعلق ایکٹ کے ذریعے یا اس کے تحت طے کی جائیں۔" ظاہر ہے۔ 243 ہندوستان میں پولیس دستوں کے ماتحت عہدوں کے حوالے سے ایک خصوصی شق تھی اور یہ متنازعہ نہیں ہے کہ اپیل

کنندہ کا تعلق ماتحت عہدوں سے تھا۔اس لیے کے مطابق۔ ,243 ماتحت عہدوں کی خدمات کی شرائط پولیس فورسز سے متعلق قوانین کے تحت یا اس کے تحت چلتی ہیں. ان کے لیے کوئی درخواست نہیں ہوسکتی۔کی غیر رکاوٹ شق۔243 یہ واضح کرتا ہے کہ جہاں تک ہندوستان میں پولیس دستوں کے ماتحت عہدوں کا تعلق ہے۔243 لاگو ہوگا نہ کہ سابقہ دفعات بشمول۔240 (3).اس لیے ہماری رائے ہے کہ خصوصی دفعات کے پیش نظر 243 ہندوستان میں پولیس دستوں کے ماتحت عہدوں سے متعلق (جس سے بلا شبہ اپیل کنندہ کا تعلق تھا)، دفعہ۔240 (3) کوئی درخواست نہیں ہوگی۔ہم اس سلسلے میں پریوی کونسل کا فیصلہ مغربی سرحدی صوبے بمقابلہ سورج نارائن این اور دیگر کا حوالہ دے سکتے ہیں، جہاں یہ قرار دیا گیا تھا کہ غیر متزلزل دفعہ 243 شق میں دفعہ 240(2) کی جارہیت کو خارج کر دیا۔240(2) ہندوستان میں پولیس دستوں کے ماتحت عہدوں کے معاملے میں اور ملازمت کی ان شرائط میں برخاستگی کا حق شامل تھا۔

اس کیس کو نمٹا گیا۔

لیکن ہماری رائے میں یہی استدلال دفعہ 240(3) پر لاگو ہوگا۔جیسا کہ پہلے ہی فاضل ڈسٹرکٹ جج اشارہ کیا جا چکا ہے۔کہ 240 (3) مرفعہ کنندہ کو برخاست کیے جانے کے کافی عرصے بعد ستمبر 1946 میں اسے پولیس پنجاب ضابطوں میں لایا گیا تھا اور اس لیے اس کا اطلاق نہیں ہوگا۔مرفعہ کنندہ 240(3) کے تحت دوسرے نوٹس کا حقدار نہیں ہوگا۔جیسا کہ پریوی کونسل نے آئی ایم لال کے معاملے میں وضاحت کی ہے:(ہندوستان کے ہائی کمشنر اور پاکستان کے ہائی کمشنر بمقابلہ آئی ایم لال (1) دیکھیں۔نہ ہی پولیس ضابطوں کے تحت اس طرح کے نوٹس کی ضرورت تھی کیونکہ وہ اپیل کنندہ کی برطرفی کے وقت موجود تھے۔حالات کے تحت ہائی کورٹ کی طرف سے لیا گیا نظریہ صحیح ہے۔سرکار(2)

جہاں تک اہم ضابطہ 16.24 پولیس ضابطوں کا تعلق ہے،ہم دیکھتے ہیں کہ اپیل گزار کی طرف سے اس مقصد کے لیے صرف تین مخصوص الزامات کا مواد پیش کیا گیا تھا، یعنی (1) اسے اپنا دفاع کرنے کا موقع نہیں دیا گیا،(2) اسے استغاثہ کے گواہوں سے

جرح کرنے کی اجازت نہیں تھی، اور (3) اسے اپنے خلاف پیش ہونے والے حالات کی وضاحت کرنے کی اجازت نہیں تھی اور اسے تحریری بیان دائر کرنے کی اجازت نہیں تھی۔ اس سلسلے میں یہ کہنا کافی ہے کہ انہیں یقینی طور پر دفاع کرنے کا موقع دیا گیا تھا لیکن انہوں نے خود اس کا فائدہ نہیں اٹھایا۔ یہ بھی ظاہر ہوتا ہے جیسا کہ ہائی کورٹ نے پایا کہ گواہوں سے اپیل گزار نے تفصیل سے جرح کی تھی اور مجموعی طور پر یہ ظاہر کرنے کے لیے کچھ نہیں ہے کہ اسے اپنے خلاف پیش ہونے والے حالات کی وضاحت کرنے کی اجازت نہیں تھی۔ لہذا ہم ہائی کورٹ سے اتفاق کرتے ہیں کہ ضابطوں کی ایسی کوئی سنگین خلاف ورزی نہیں ہے جس میں عدالتوں کی مداخلت کا مطالبہ کیا جائے۔ آر ای۔ (3)۔

اس سلسلے میں دفعات 29 اور 35 پولیس ایکٹ پر انحصار کیا جاتا۔ دفعہ 29 میں پولیس افسران کے ذریعے سے غفلت دوران ڈیوٹی وغیرہ کو نظر انداز کرنے پر جرمانے کا التزام کیا گیا ہے اور مجسٹریٹ کے ذریعے سزا سنائے جانے پر سزا کی حد کا تعین کیا گیا ہے۔ دفعہ 35 اس بات کی وضاحت کرتی ہے کہ کون سا مجسٹریٹ پولیس آفسر کے خلاف جس کا عہدہ کانسٹبل عہدے سے اوپر ہوگا اور ایسے مقدمہ کی سماعت صرف درجہ اول کلاس مجسٹریٹ کر سکتا ہے۔ یہ سیکشن کہیں بھی محکمہ جاتی تحقیقات کو خارج نہیں کرتے ہیں۔ وہ صرف اتنا کہتے ہیں کہ پنجاب پولیس ایکٹ کے تحت قابل سزا جرم کا ارتکاب کانسٹیبل کے عہدے سے اوپر کے پولیس افسر کے ذریعے کیا جاتا ہے اور اس کا مقدمہ عدالت کے ذریعے چلایا جانا ہے۔ اسے فرسٹ کلاس مجسٹریٹ کے سامنے جانا پڑتا ہے۔ تاہم، اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ کسی ایسے معاملے کے حوالے سے کوئی محکمہ جاتی انکوائری نہیں کی جاسکتی جہاں پولیس ایکٹ کے تحت کسی پولیس افسر کے خلاف مقدمہ چلانا بھی ممکن ہو۔ اس تنازعہ میں بھی کوئی طاقت نہیں ہے اور اسے اس طرح مسترد کیا جاتا ہے۔ لہذا اپیل ناکام ہو جاتی ہے اور اس طرح مسترد کر دی جاتی ہے)۔ لیکن اس معاملے کے حالات میں ہم اخراجات کے حوالے سے کوئی حکم نہیں دیتے۔

اپیل مسترد کر دی گئی۔